غزلیں

ڈاکٹر ناصؔر امروہوی

○

ساری دنیا کے لیے ایک تماشہ ہو جاؤں
جی میں آتا ہے ترے عشق میں رسوا ہو جاؤں

اپنے مرنے کی خبر خود ہی اڑا دوں اور پھر
نہ سلجھ پائے کسی سے وہ معمہ ہو جاؤں

بارشِ وصل نہ برسی تو یہ ممکن ہے صنم
ہجر کی دھوپ کی شدت سے میں صحرا ہو جاؤں

میں ازل سے یہ گراں بار لئے پھرتا ہوں
سر جو شانوں سے اُتر جائے تو ہلکا ہو جاؤں

اس قدر ٹوٹ کے چاہوں کہ بھلا دوں خود کو
رنگ میں رنگ کے تیرے ترے جیسا ہو جاؤں

تیری آواز کے دم سے ہے سماعت کا وجود
اتنا خاموش بھی مت رہ کہ میں بہرا ہو جاؤں

تیری نظروں میں ہے تاثیر مسیحائی کی
اک نظر دیکھ لے مجھ کو تو میں اچھا ہو جاؤں

میری راتوں میں ہیں روشن تیری یادوں کے چراغ
تیری یادیں بھی بچھڑ جائیں تو تنہا ہو جاؤں

تیری فرقت میں ہے مدت سے ادھورا یہ بدن
تیری بانہوں میں بکھر جاؤں تو پورا ہو جاؤں

اس سے بڑھ کر بھی زمانے میں اذیت ہے کوئی؟
وہ کسی اور کا ہو جائے میں جس کا ہو جاؤں

زندگی اپنی اسی آس پہ گزری ناصؔر
رب وہ دن لائے کہ میں اس کی تمنا ہو جاؤں

بنیاد منزل، بازار ترپولیا، امروہہ (یوپی)

نسیم عزیزی

○

تری چشم ناز کو کیا کہیں کہ قدم قدم پہ ٹھہر گئے
نئ کائنات کی جستجو میں کہاں کہاں سے گزر گئے

وہ جو تیرگی میں اسیر تھے، نئ روشنی کے سفیر تھے
مگر اک سیاہ سے جسم میں وہی خامشی سے اتر گئے

غم زندگی ترا شکریہ جو عطا کیا ہمیں حوصلہ
کہ بھنور سے سینہ سپر ہوئے، سر آسمان ابھر گئے

یہی حادثہ ہوا رونما، ہوا سچ سے ان کا جو سامنا
کبھی آئنوں پہ برس پڑے کبھی اپنی شکل سے ڈر گئے

انھیں کیا پتا کہ جہاد کیا رہ دین حق سے مراد کیا
وہی نفرتوں کے امیں رہے وہ جہاں گئے، وہ جدھر گئے

جو زمانہ ساز طیور تھے، اسی کام میں وہ لگے رہے
کبھی اس کے پنکھ کتر گئے، کبھی اس کے پنکھ کتر گئے

رہ فکر میں جو کجی رہی، نئ شکل میں بھی وہی رہی
نہ شگفتہ تر ہوئی شاعری، نئے تجربوں سے گزر گئے

وہ چراغ نقد و نظر کہاں کہ ہو جس سے علم و ہنر عیاں
ہوئیں ظلمتیں جہاں خیمہ زن اسی سمت اہل نظر گئے

نہ رفیق تھے، نہ شفیق تھے، نہ لئیق تھے، نہ خلیق تھے
مگر آپ ہی سے نسیؔم کیوں عجب التفات وہ کر گئے

172، جی ٹی روڈ، (ساؤتھ)، ہوڑہ۔711102